نمبر ۹ | مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کے

مشکوئے معلّٰی میں ولادت

الحمد للہ! خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حرم چہارم کے ہاں ۱۷ جولائی ۱۹۳۱ء کو بوقت تین بجے بلد دوپہر فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ جس سے ایک بار پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اپنی اولاد کے متعلق دعاؤں کی قبولیت اور خدا تعالےٰ کی بشارتوں کے پورا ہونے سے ازدیادِ ایمان کا سامان پیدا ہوا۔ ہم اس مبارک تقریب پر تمام جماعت کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور دُعا کرتے ہیں۔ کہ مولود مسعود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور دُنیا کے لئے مشعل ہدایت بنائے۔

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے بخیر و عافیت ہیں۔ خاندانِ نبوت میں بھی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔

۱۸- جولائی مسٹر بی کے شیو اسسٹنٹ سیل انجنیئر ہائیڈرو الیکٹرک برانچ لاہور قادیان میں بجلی لگانے کی ضرورت پر غور کرنے کے لئے لاہور سے آئے۔ اور ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔

۱۸- جولائی بھینی میاں خاں مضافات قادیان میں پادری عبدالحق صاحب کے ساتھ مولوی اللہ دتا صاحب نے مسئلہ کفارہ پر مناظرہ کیا جس میں احمدی مناظر کو خدا کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

قادیان میں مسلمانانِ کشمیر پر مظالم کے خلاف پُرجوش جلوس

اور

عظیم الشان جلسہ

مسلمانان کشمیر پر وہاں کی ڈوگرا حکومت کی طرف سے جو تازہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ اور جس نے تمام اسلامی ہند میں ایک ہیجان برپا کر دیا ہے اس کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے ۱۸ - جولائی کو قادیان میں زبردست مظاہرہ کیا گیا۔ شام کے چھ بجے کے قریب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ سے ایک عظیم الشان جلوس مرتب کیا گیا جس میں قادیان کی مسلم آبادی کے کثیر حصہ کے علاوہ ارد گرد کے نواحی دیہات کے احباب بھی شریک ہوئے۔ جلوس نے سارے قصبہ کا چکر لگایا جس میں مظالم کشمیر کے متعلق نظمیں اور اشعار پڑھے گئے۔ اللہ اکبر اسلام زندہ باد۔ اور ڈوگرا راج مردہ باد کے نعرے بلند کئے گئے۔ [illegible] نے مسجد مبارک میں کھڑے ہو کر سب پارٹیوں کا ملاحظہ فرمایا۔ جلوس میں قریباً ۱۵ ٹولیاں تھیں۔ جن میں سے ہر ایک کے پاس اپنا اپنا جھنڈا تھا۔ سات بجے کے بعد جلوس منڈی میں جا کر ختم ہوا۔ جہاں زیر صدارت جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ بی۔ اے پریذیڈنٹ لوکل کمیٹی ایک شاندار جلسہ منعقد کیا گیا۔ مردوں کے علاوہ مستورات بھی ملحقہ مکانات کی چھتوں پر بیٹھی تھیں۔ تلاوت قرآن کریم اور چند ایک نظموں کے بعد جو مظالم کشمیر کے متعلق تھیں۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ نے ایک پُر از معلومات تقریر کی جس میں تاریخی حوالجات سے کشمیر کے موجودہ حکمران خاندان کی اصلیت بیان کی۔ نیز بتایا کہ کس طرح اس حکومت کے مورث اعلیٰ نے اپنے آقا سے غداری کر کے کشمیر حاصل کیا۔ کشمیر کے متعلق اور بھی بہت سی قیمتی باتیں آپ نے بیان کیں۔ اور بتایا کہ چونکہ گورنمنٹ انگریزی نے چند لاکھ روپے کے عوض کشمیر کے مسلمانوں کے گلے میں ڈوگرا خاندان کی غلامی کی زنجیر ڈالی ہے اس لئے جو مظالم مسلمانان کشمیر پر کئے گئے۔ اور کئے جا رہے ہیں۔ ان کی ذمہ دار حکومت انگریزی بھی ہے۔ کشمیریوں کے اندر بزدلی اور جھوٹ وغیرہ کی جو عادات ہیں۔ اس کی ذمہ داری وہاں کے ہندوؤں پر ہے کیونکہ یہ ان کے ناروا سلوک کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہیں۔

چودھری صاحب کے بعد جناب خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل نے تقریر کی۔ اور جموں و کشمیر کے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ ظالمانہ واقعات پیش کئے۔ اور ثابت کیا کہ مسلمانان سری نگر پر جیل وغیرہ پر حملہ کرنے۔ پولیس کے پہریداروں پر قابو پا لینے۔ اور تاریں کاٹ ڈالنے کے جو الزامات لگائے جا رہے ہیں اور جن میں روز بروز اضافہ کیا جا رہا ہے۔ وہ انہی بیانات کے رو سے قطعاً غلط اور سراسر بے بنیاد ہیں۔ جو وہاں کی حکومت کی منظوری سے شائع کئے گئے ہیں۔ اور یہ جھوٹا پروپیگنڈا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ مظلوم مسلمانوں کو ہلاک اور زخمی کرنے کے بعد اب انہیں بالکل پیس ڈالا جائے۔

بعد ازاں مولوی نظام الدین صاحب مبلغ کشمیر نے تقریر کی۔ اور کشمیری مسلمانوں پر جو مظالم کئے جاتے ہیں۔ وہ بیان کئے۔ نیز بتایا کہ موجودہ حکمران خاندان نے کس طرح مسلمانوں کی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دھوکا۔ فریب اور ظلم و ستم کے ذریعہ اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ آپ نے بتایا۔ اس وقت سری نگر میں دو نہایت ہی عظیم الشان مساجد ہیں جن میں سے ایک تو حکومت کے سٹور کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اور دوسری بطور بارود خانہ۔

اس کے بعد حسب ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس کی گئیں

۱۔ تمام مسلمانان قادیان کا یہ جلسہ حکام کشمیر کے اس وحشیانہ اور خلاف انسانیت سلوک کے خلاف اظہار نفرت کرتا ہے جس سے انہوں نے پُرامن۔ نہتے اور بے گناہ مسلمان شہریوں پر گولیاں چلا کر اپنی بربریت کا ثبوت دیا۔ یہ جلسہ مظلوم مسلمانان کشمیر کو اپنی پوری ہمدردی اور امداد کا یقین دلاتا ہے۔ اور مہاراجہ صاحب کشمیر سے درخواست کرتا ہے کہ اگر ان کا دعویٰ انصاف سچا ہے۔ تو ان حکام کو سخت سزا دے کر انصاف کا ثبوت دیں۔

۲۔ یہ جلسہ گورنمنٹ ہند سے پُرزور درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ اس خونچکاں حادثہ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس معاملہ میں فوری دخل دے۔ اور مسلمانان کشمیر کے جائز حقوق کی حفاظت کا فوری سامان کرے اور ایسے ذرائع اختیار کرے جن سے آئندہ ایسے مظالم کے اعادہ کا سدباب ہو سکے۔

۳۔ یہ جلسہ ہندو پریس اور ہندو خبر رساں ایجنسی کے اس پروپیگنڈا کو جو وہ ریاست کشمیر کے ظالم حکام کی تائید میں کر رہے ہیں نہ صرف انصاف کے خلاف سمجھتا ہے۔ بلکہ اُسے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور مظلوم مسلمانان کشمیر کے خلاف ریاست کو بھڑکانے اور ان پر مزید مظالم کرنے کے لئے جو ترغیب دی جا رہی ہے۔ اُسے انسانیت سے گرا ہوا فعل قرار دیتا ہے۔ اور مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ ایسے ظالم لوگوں سے خرید و فروخت کر کے ان کی طاقت کو نہ بڑھائیں۔

۴۔ یہ جلسہ تمام مسلمانان ہند سے پُرزور اپیل کرتا ہے۔ کہ جو مظالم مسلمانان کشمیر پر ہو رہے ہیں۔ ان کے خلاف یک زبان ہو کر صدائے احتجاج بلند کریں اور ان کے انسداد کے لئے متحد ہو کر کوشش کریں۔

۵۔ یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا ریزولیوشنز کی نقول مہاراجہ صاحب کشمیر۔ گورنمنٹ ہند اور سکرٹری ینگ مسلم ایسوسی ایشن جموں و مسلمانان کشمیر اور پریس کو بھیجی جائیں۔

اس کے بعد ساڑھے ۹ بجے جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ باوجود سخت گرمی کے سامعین پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ آخر وقت تک بیٹھے رہے۔

ریاست کشمیر کے مظالم کے خلاف مسوری میں جلسہ

پریذیڈنٹ صاحب جمعیۃ تبلیغ مسوری ۱۸ تاریخ کو بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ مسلمانانِ مسوری کا ایک عظیم الشان جلسہ جس میں حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشنز بالاتفاق آراء پاس ہوئے۔

(۱) مہاراجہ کشمیر اور اس کی گورنمنٹ نے وہاں کے غریب اور بے کس مسلمانوں پر جو وحشیانہ اور خلاف انسانیت مظالم کئے ہیں۔ مسوری کے مسلمان اس پر انتہائی رنج اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہیں۔ اور ان خاندانوں کے ساتھ جو ان انسانیت سوز افعال سے متاثر ہوئے ہیں۔ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

(۲) مسلمانان مسوری انسانیت کے نام پر حکومت ہند سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس میں مداخلت کرے۔ اور چونکہ مہاراجہ کشمیر نے اپنی بچانوے فیصدی رعایا کے ساتھ جو اس کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ناانصافی کر کے اپنے آپ کو حکومت کے ناقابل ثابت کر دیا ہے۔ اس لئے اسے تخت سے علیحدہ کر کے بیگناہ مسلمانوں کو مزید ظلم و ستم سے بچا لے۔

(۳) مسلمانانِ مسوری کا یہ جلسہ گورنمنٹ ہند سے درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کرے۔ جو اس تمام مصیبت کے حقیقی اسباب و علل معلوم کرے۔ کیونکہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کشمیر کے حکام وہاں کے بے بس مسلمانوں کو ذبح کرنے کے لئے کسی معمولی سے معمولی بہانہ کی تلاش میں تھے۔ تا انہیں اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرنے سے روک دیں۔

(۴) ان قراردادوں کی نقول ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند۔ گورنر پنجاب۔ گورنر یو۔پی۔ اور پریس کو بھیجی جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ کشمیر پر ریاست کے خونچکاں مظالم

سرینگر کے مسلمانوں پر گولیوں کی بوچھاڑ

مسلمانان جموں وکشمیر پر کچھ عرصہ سے سختی اور تشدد کے بادل گرج رہے تھے۔ اور محض اس لئے گرج رہے تھے۔ کہ وہ کیوں ان مظالم کے خلاف دھیمی سی اور بیکسانہ آواز بھی اٹھاتے ہیں۔ جو ناقابل برداشت حد تک پہونچ چکے ہیں۔ اور کیوں اپنے ان نہایت معمولی سے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جو سالہا سال سے ریاست نے غصب کر رکھے ہیں۔ وہ آخر کار برسے۔ اور آن کی آن میں بہت سی قیمتی جانوں کا خاتمہ کرنے اور بیسیوں بندگانِ خدا کو خاک وخون میں تڑپانے کا باعث بن گئے یعنی ۱۳ - جولائی کو سری نگر میں مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مجمع پر بے تحاشا گولی چلادی گئی۔ جو جیل کے دروازہ پر صرف اس لئے جمع ہوا تھا۔ کہ ایک گرفتار بلا غریب الوطن اور بے یار و مددگار مسلمان جسے حکام ریاست نے مسلمانوں کے ایک مجمع میں تقریر کرنے کے جرم میں محبوس زندان کر رکھا تھا۔ اس کی قسمت کا فیصلہ سن سکے :۔

خبروں کی بندش

مسلمانان سری نگر پر ۱۳ - جولائی کو جو ظلم وستم ڈھایا گیا۔ اس کا اندازہ اسی امر سے ہوسکتا ہے۔ کہ ریاست نے ایک طرف تو دُنیا کو اپنی اس ظالمانہ کارروائی سے ناواقف رکھنے کے لئے مسلمانوں کو اصل حالات کے اظہار سے کلیۃً روک رکھا ہے بلکہ ڈاک اور تار کے ذریعہ خبر رسانی بند کر دی گئی ہے۔ تمام موٹروں اور لاریوں کو اپنی حراست میں لے لیا گیا ہے۔ تاکہ نہ تو کوئی خط اور تار بھیج سکے۔ اور نہ اس ستم کیش نگری سے باہر نکل کر مسلمانوں کی حالت زار بیان کرسکے اور دوسری طرف پے بہ پے ایسی خبریں شائع کرائی جارہی ہیں۔ جن میں حکام ریاست کی ستم رانی پر پردہ ڈالنے۔ اور مسلمانوں کو مجرم قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مگر ظلم آخر ظلم ہی ہے۔ خواہ اسے لاکھ پردوں میں چھپایا جائے۔ وہ ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ وہی خبریں جن میں ریاستی حکام کی ظالمانہ کارروائی کو حق بجانب ثابت کرنے اور مسلمانوں کو گشتنی اور گردن زدنی قرار دینے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم

ہے۔ اس لئے اس میں کچھ شک نہیں ہوسکتا۔ کہ مندرجہ بالا خبریں جو کچھ بیان کر رہی ہیں۔ کہ ان میں نہ صرف دیدہ و دانستہ دُور از حقیقت باتیں بیان کی گئی ہیں۔ بلکہ ان سے مسلمانوں کی مظلومی کا بھی کافی ثبوت ملتا ہے۔

گولی چلانے کے متعلق پہلی خبر

سب سے پہلی اطلاع جو ۱۴ - جولائی کو سری نگر سے ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ بھجوائی گئی۔ اس میں لکھا گیا :۔

"آج دفعۃً مسلمانوں نے جیل پر حملہ کر کے اس کو توڑنے کی کوشش کی۔ تاکہ اس قیدی کو چھوڑا کر لے جائیں۔ یہ ہجوم چھڑیوں۔ لاٹھیوں پتھروں اور دیگر اسلحہ سے مسلح تھا۔ اس نے جیل خانہ کے پہرہ داروں پر قابو پالیا۔ جس پر پولیس کو گولی چلانے کا حکم دے دیا گیا۔ ۹ مسلمان بک شاٹ کی گولیوں کے لگنے سے ہلاک اور بیسیوں زخمی ہوئے۔ اس حادثہ کے ساتھ ہی شہر میں شور مچ گیا۔ کہ ہندو مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ جس پر غیظ وغضب میں بھرے ہوئے بے شمار مسلمان ہندوؤں پر جا پڑے۔ ان کی مملوکات تباہ کر دی گئیں۔ ان کی دکانوں کو آگ لگا دی اور ہندو ساہوکاروں پر حملہ کر کے ان کی بہیاں پھاڑ ڈالیں۔ مہاراجہ صاحب نے اس فساد کو پھیلنے سے روکنے کے لئے فوری تدابیر اختیار کیں۔ اور آدھی رات تک امن وانتظام قائم ہوگیا۔ مہاراجہ صاحب کے وزراء برابر اجلاس کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے شورش کے استیصال کے لئے سخت ترین تدابیر اختیار کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ ان فسادات کا نہایت نازیبا پہلو یہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے حملہ کرنے سے پہلے جیل سے محل شاہی تک اور پولیس کے صدر مقام تک ٹیلیفون کے تار کاٹ ڈالے تھے۔ تاکہ اس ہجوم کی خبر سرکاری حکام کو نہ پہنچنے پائے۔ پولیس کا بیان ہے۔ کہ حملہ آوروں نے جیل خانے پر حملہ کرنے سے پہلے پوری احتیاطی تدابیر اختیار کر لی تھیں۔ اور کئی دن پہلے سے یہ سازش ہو رہی تھی"

مسلمانوں کی مظلومی

کیا گیا۔ وہ ریاستی حکام کی مرضی اور منشاء کے مطابق بیان کیا گیا۔ اور یہ خبر ان کی منظوری سے بھیجی گئی۔ اس لحاظ سے اسے ریاستی بیان ہی سمجھنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں اس کا ایک ایک نقطہ بتا رہا ہے۔ کہ ریاستی حکام نے اپنا پہلو بچانے اور سارا الزام مسلمانوں پر لگانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ مگر باوجود اس کے حکام کی ستم رانی اور مسلمانوں کی مظلومی ظاہر ہے۔ کہا گیا ہے۔ دفعۃً مسلمانوں نے جیل خانہ پر حملہ کر کے اس کو توڑنے اور ایک زیر سماعت قیدی کو چھڑانے کی کوشش کی۔ اس حملہ سے قبل مسلمانوں نے پوری احتیاطی تدابیر اختیار کر لی تھیں۔ اور کئی دن پہلے سے یہ سازش ہو رہی تھی۔ لیکن جیل خانہ پر حملہ کر کے اسے توڑنے اور قیدیوں کو رہا کرانے کی "پوری احتیاطی تدابیر" اور "کئی دن پہلے کی سازش" کے ثبوت میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ "ہجوم چھڑیوں۔ لاٹھیوں۔ پتھروں اور دیگر اسلحہ سے مسلح تھا" اور اس نے "جیل سے محل شاہی تک اور پولیس کے صدر مقام تک ٹیلیفون کے تار کاٹ ڈالے تھے"

تار کاٹنے کا جھوٹا الزام

تار کاٹنے کے الزام کی حقیقت تو نامہ نگار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے اس بیان سے معلوم ہوسکتی ہے۔ جو ۱۵ - جولائی کو اس نے سری نگر سے بھیجا۔ اور دوسرے ہندو اخبارات کے علاوہ ۱۷ - جولائی کے "پرتاپ" میں بھی شائع ہوا۔ اور جو یقیناً ریاستی حکام کی منظوری کے بعد بھیجا گیا ہوگا۔ اس میں لکھا ہے :۔

"جب جج کے داخلہ کے لئے جیل کا دروازہ کھولا گیا۔ تو مسلمانوں کا ایک بھاری ہجوم بھی دروازہ جیل میں داخل ہوگیا۔ فوراً ہی ٹیلیفون کئے جانے پر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس رائفلوں سے مسلح ۲۰ - پولیس والوں کی کمک لے کر پہونچ گئی"

اگر پولیس کے صدر مقام تک کے ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے گئے تھے۔ تو پھر کیونکر فوراً ٹیلیفون کیا گیا۔ اور کس طرح ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس فوراً "مسلح پولیس کی کمک لے کر پہونچ گیا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ ٹیلیفون کے تار کاٹنے کا بیان بالکل غلط اور سراسر جھوٹ ہے اور محض اس ہنگامہ کا "نہایت نازیبا پہلو" پیش کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو بغاوت کا مجرم قرار دینے کے لئے گھڑا گیا ہے :۔

ہجوم کے خطرناک اسلحہ

باقی رہی "حملہ کرنے سے پہلے پوری احتیاطی تدابیر" اور "کئی دن پہلے کی سازش" اس کے باطل ہونے کے لئے یہی بیان کافی ہے۔ کہ "ہجوم چھڑیوں۔ لاٹھیوں۔ پتھروں اور دیگر اسلحہ سے مسلح تھا" چھڑیوں، لاٹھیوں اور پتھروں کو اسلحہ جات میں شامل کرنے کی ستم ظریفی پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ "دیگر اسلحہ" کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھا گیا ہے۔ معلوم نہیں۔ ان سے کونسے اسلحہ مراد ہیں۔ لیکن جو آتشیں اور بالفاظ "پرتاپ" (۱۷ - جولائی) "تیز ہتھیار" نام بنام بیان کئے گئے۔ ان کے مقابلہ میں "دیگر اسلحہ" جن کے نام لینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ وہ سوائے مسلمانان کشمیر کی فلاکت اور غربت کی

یہ ہیں۔ وُہ اسلحہ جات جن کی بنا پر ریاستی پولیس کا بیان ہے کہ جیل خانہ پر حملہ کرنے کے لئے کئی دن پہلے سے سازش کی گئی۔ جن کے بل بوتے پر "دفعۃً مسلمانوں نے جیل پر حملہ کر کے اس کو توڑنے کی کوشش کی۔" جن کے ذریعہ انہوں نے "جیل خانہ کے پہرہ داروں پر قابُو پا لیا"۔ اور جن سے خوفزدہ ہو کر" پولیس کو گولی چلانے کا حکم دے دیا گیا"۔

عقل و سمجھ میں نہ آنے والی بات

کیا کوئی انسان جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں سوچنے اور غور کرنے کی طاقت موجُود ہو۔ یہ خیال بھی کر سکتا ہے۔ کہ کوئی ہجوم چھڑیوں۔ لاٹھیوں اور پتھروں کے ذریعہ جیل خانہ کو توڑنے کے ارادہ سے حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اور اس کے چند افراد جیل خانہ کے مسلح پہرہ داروں پر قابُو پا سکتے ہیں۔ قطعاً نہیں۔ لیکن ریاستی حکام اس بیان کے ذریعہ دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا مسلمانوں کو "ٹک شاٹ" کا نشانہ بنانا بالکل حق بجانب تھا۔ اور ان کے پاس جیل خانہ اور جیل کے قیدیوں کو بچانے کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ ہجوم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دیں۔ حالانکہ باوجود ایسے خطرناک اسلحہ سے مسلح ہزار مسلمانوں نے پولیس یا کسی اور کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرایا۔ کیونکہ اس کا اس بیان میں قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ اگر کسی پولیس والے کو اس موقعہ پر معمولی سی خراش بھی آجاتی۔ تو نہ معلوم اسے کس رنگ میں پیش کیا جاتا :۔

شہر کا فساد کس طرح روکا گیا

پھر اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ ہجوم نے چھڑیوں لاٹھیوں اور پتھروں کے ذریعہ جیل خانہ کا آہنی دروازہ توڑ کر مسلح پہرہ داروں پر قابُو پا لیا تھا جس پر پولیس کو گولی چلانے کے سوا چارہ نہ رہا۔ تو پھر جب بقول ان کے "غیظ و غضب میں بھرے ہوئے بے شمار مسلمان ہندوؤں پر جا پڑے۔ ان کی ملوکات تباہ کر دی گئیں۔ ان کی دکانوں کو آگ لگا دی۔ ہندو ساہوکاروں پر حملہ کر کے ان کی بہیاں پھاڑ ڈالیں"۔ اور جبکہ مسلمان انہی چھڑیوں۔ لاٹھیوں اور پتھروں کے خطرناک اسلحہ سے مسلح تھے۔ جن سے وُہ جیل خانہ کے نہایت مضبُوط دروازہ میں داخل ہو گئے۔ اور مسلح پہرہ داروں پر قابُو پا سکے تھے۔ اور ہندو بالکل نہتے تھے۔ تو اس وقت کس طرح حملہ آور مسلمانوں کو پسپا کیا گیا۔ اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر غیظ و غضب سے بھرے ہُوئے مسلمان۔ اگر اپنے میں سے بہت سوں کو خاک و خون پر تڑپتے ہُوئے دیکھ کر آنے والے مسلمان۔ بغیر ایک بھی گولی چلانے کے ہندوؤں کی ملوکات کو تباہ کرنے۔ ان کی دکانوں کو آگ لگانے۔ ان کی بہیوں کو پھاڑنے سے روکے جا سکتے ہیں۔ تو یقیناً جیل خانہ پر حملہ کرنے اور پہرہ داروں پر قابُو پانے سے بھی اسی طرح باز رکھے جا سکتے تھے۔ لیکن یہ تو محض الزام تراشیاں ہیں۔ اور مسلمانوں کو ملزم قرار دینے کے لئے سب کچھ بنایا گیا ہے۔ ورنہ یہ سمجھ میں ہی نہیں آ سکتا۔ کہ ریاستی پولیس کے وُہ ذکر جو صرف پہرہ داروں پر قابو پا لینے کے بہانہ سے ہجوم کو ٹک شاٹ کا نشانہ بنا کر خون میں نہلا سکتے ہیں۔ وُہ ایک ہی لمحہ کے بعد اتنے رحم دل ہو گئے۔ کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی ملوکات تباہ کرتے۔ ان کی دوکانوں کو آگ لگاتے۔ اور ان کی بہیاں پھاڑتے دیکھ کر ٹس سے مس نہ ہُوئے۔ حالانکہ جیل خانہ کے دروازہ کے پاس مسلمانوں پر گولی چلانے کے خون فشاں واقعہ کے بعد "مہاراجہ صاحب کے وزراء نے شورش کے استیصال کے لئے سخت ترین تدابیر اختیار کرنے کا حکم دے دیا" تھا۔ اگر ان الزامات میں ایک ذرہ بھر بھی صداقت ہوتی۔ اور اگر مسلمانوں نے ہندوؤں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا ہوتا تو جیل خانہ کے مقابلہ میں سری نگر کے بازاروں میں ان کے ساتھ وہ کچھ کیا جاتا۔ جس پر ساری دُنیا انگشت بدندان ہو جاتی :۔

الزامات میں اضافہ

معلُوم ہوتا ہے۔ ریاستی حکام کو خود یہ محسوس ہُوا ہے۔ کہ جن خطرناک اسلحہ جات سے مسلح ہو کر جیل خانہ پر حملہ کرنے اور اسے توڑنے کا الزام مسلمانوں پر لگایا گیا ہے۔ وُہ اور یہ وجہ کہ مسلمانوں نے جیل خانہ کے پہرہ داروں پر قابو پا لیا۔ انہیں مسلمانوں پر گولیاں چلانے اور ان کا خُون بہانے کا حق نہیں دے سکتی۔ اس لئے پہلی خبر کے بعد جس میں کسی پولیس مین کو خراش تک آنے کا ذکر نہ تھا۔ اور نہ شہر میں کسی ہندو کی مارپیٹ تک کا ذکر تھا۔ حالانکہ مسلمانوں کو مجرم قرار دینے کے لئے ان کے خلاف الزامات لگانے میں حدِ اعتدال سے بھی تجاوز کیا گیا تھا بعض اور الزامات کا اضافہ کیا گیا۔ چنانچہ ۱۵ - جولائی کو سرینگر سے جو خبر بھیجی گئی۔ اس میں پولیس کے متعلق تو لکھا ہے :۔

"سوموار (۱۳ - جولائی) کی صبح کو دس پولیس کنسٹبل مجروح ہوئے جن میں سے ایک کی حالت نازک ہے"۔ (پرتاپ ۱۷ - جولائی)

اور شہر کے واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:۔

"لوگوں نے بلوائی گروہ کا جب لوٹ مار کے وقت مقابلہ کیا۔ تو بلوائیوں نے ہندوؤں میں سے کئی آدمیوں کو دریا میں پھینکنا شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کئی وزیٹر جو سیر کی غرض سے سری نگر آئے تھے۔ گم ہیں"۔

بلوہ لوٹ مار اور آتش زنی کے وقت لوگوں کو پکڑ پکڑ کر نہایت اطمینان اور تسلی سے بغیر انگلی لگائے دریا میں پھینکتے جانا اور وہ بھی کسی دوکاندار کو نہیں۔ جو لوٹ مار کے وقت مقابلہ کر سکتا تھا۔ بلکہ سیر کے لئے آنے والے وزیٹروں کو پھینکنا ایک ایسی داستان ہے جو عقل و خرد سے قطعاً عاری اور دروغگوئی میں حد سے بڑھے ہُوئے لوگ ہی گھڑ سکتے ہیں:۔

اسی طرح کہا گیا ہے۔ کہ" اس گڑبڑ میں ۵ - قیدی جنہیں ہتھکڑیاں لگی ہُوئی تھیں بھاگ نکلے۔ اور ابھی تک ان کا پتہ نہیں چلا"

حافظہ نباشد کا ثبوت

پھر مُسلمانوں کے فردِ الزامات میں یہ بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ کہ "جب بلوائی مسلمانوں نے حملہ کیا۔ تو پولیس نے پہلے انہیں سمجھایا [illegible] ... مجسٹریٹ کو زندہ نہ چھوڑتے دیں گے۔ وُہ دروازہ توڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ اس وقت پولیس نے مجبُور ہو کر گولی چلائی۔ پہلی ہی باڑ میں مسلمان بھاگ نکلے"۔ (پرتاپ ۱۷ جولائی)

ان الفاظ میں اگرچہ "مجسٹریٹ کو زندہ نہ چھوڑنے" کا الزام زائد کیا گیا ہے۔ لیکن دروغگورا حافظہ نباشد کے مصداق بن کر پہلے کئی الزامات کو غلط قرار دے دیا گیا ہے۔ مثلاً سب سے پہلی خبر میں لکھا تھا:۔

"ہجوم نے جیل خانہ کے پہرہ داروں پر قابو پا لیا۔ جس پر پولیس کو گولی چلانے کا حکم دیا گیا"۔ لیکن اس خبر میں دروازہ توڑنے کے لئے آگے بڑھنے پر گولی چلانے کے لئے مجبُور ہونا بتایا گیا ہے۔ گویا مجمع کا پہرہ داروں پر قابو پانا تو الگ رہا۔ اسے دروازہ کی طرف بڑھنے ہی نہ دیا گیا۔ پھر جب جیل کا دروازہ توڑنے کے لئے آگے بڑھنے پر گولی چلا دی گئی۔ "اور مسلمان پہلی ہی باڑ میں بھاگ نکلے"۔ تو پھر وُہ جیل کے اندر کس طرح داخل ہو سکے۔ کیونکر وُہ پولیس والوں کو زخمی کر سکے۔ اور کس طرح پانچ قیدی ہتھکڑیوں سمیت جیل کا دروازہ بند ہوتے ہُوئے بھاگ نکلے

مجسٹریٹ کو قتل کرنے کی دھمکی

رہا یہ الزام کہ مسلمانوں نے مجسٹریٹ کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ اس کے متعلق "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے نامہ نگار کا یہ بیان کافی ہے "آج سماعت کنندہ سشن جج جب جیل کے دروازہ پر آیا۔ مسلمانوں کے ایک بھاری ہجُوم نے اس سے رحم کا مطالبہ کیا"۔ (پرتاپ ۱۷ جولائی)

رحم کے مطالبہ کا نام قتل کی دھمکی رکھنا بھی اسی ذہنیت کا کام ہے جس کا شکار بے چارے کشمیر کے مسلمان ہو رہے ہیں :۔

غرض اس وقت تک سری نگر کی خونریزی اور ستم رانی کے متعلق جس قدر خبریں پہنچ چکی ہیں۔ اور جو یقیناً ریاستی حکام کی اجازت اور منظوری سے بھیجی گئی ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہے۔ کہ مسلمانان کشمیر پر حد سے زیادہ ظلم و ستم کیا گیا۔ بلا وجہ اور بلا قصور کیا گیا۔ اور اب یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ سارا الزام ان پر رکھ کر انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے باقی اصل حالات پر سے جب پردہ اٹھیگا۔ اور یقیناً اٹھیگا۔ اس وقت جو کچھ ظاہر ہوگا۔ اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں :۔

مسلمانان ہند کے لئے سوال

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا مسلمانانِ کشمیر کی اس طرح تباہی و بربادی سے مسلمانان ہند آنکھیں بند کر لیں گے۔ اور انہیں ہندوؤں کی ستم رانی کے لئے بے کسی اور کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیں گے۔ اگر ایسا کیا گیا تو یہ نہ صرف کئی لاکھ کی اسلامی آبادی کو اپنے ہاتھوں تباہی کے گڑھے میں گرانے کا موجب ہوگا۔ بلکہ انسانیت پر بھی بہت بڑا ظلم ہوگا۔ پس مسلمانان ہند کو اپنے کشمیر کے بھائیوں کی ہر طرح امداد کرنے کے لئے سینہ سپر ہو جانا چاہیئے اور ریاست پر ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ وُہ مسلمانوں پر اپنے مظالم اور تشدد کا سلسلہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتی۔ اسے عدل و انصاف سے کام لینا پڑیگا۔ مسلمانوں کے مطالبات اور حقوق پورے کرنے ہونگے۔ انہیں اپنے جیسا ہی انسان تسلیم کرنا ہوگا [illegible] ہر ایک ظالم اور جابر حکومت کا ہوتا آیا ہے۔ مسلمانانِ کشمیر کے صبر کا پیمانہ بالکل پر ہو چکا ہے... بلکہ چھلک چکا ہے۔ ریاست کے لئے بہتر یہی ہے۔ کہ وہ عدل اور انصاف اور انسانیت کے نام پر ان کے حقوق ان کو دے کر [illegible]

صداقتِ احمدیت

وفاتِ حضرت مسیح اور نصوصِ قرآنیہ

حیاتِ مسیح کے استدلالات کی حقیقت

تاریخی طور پر یہ ایک ناقابل تردید صداقت ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کا خیال مسلمانوں میں بہت بعد کا خیال ہے۔ اس کی ابتدائی تاریخ بھی زمانہ فلیج اعوج ہی ہے۔ کیونکہ جب تک مسلمان قرآن پاک کے عامل۔ اس کے اسرار کے واقف اور اسلامی روح کے حامل تھے وہ ایک لحہ کے لئے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی از روئے قرآن مان نہ سکتے تھے۔ لیکن جب اسلام ان روایات کا نام قرار پا گیا۔ جن کا بیشتر حصہ وضعی تھا۔ اور مسلمانوں کی تمام تر توجہ عجائبات اور مزخرفات کی طرف منتقل ہو گئی۔ تو پھر عوام میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کا خیال رائج ہونا شروع ہو گیا۔ کیونکہ عوام کے لئے ان جعلی روایات کی حقیقت معلوم کرنا۔ اور ان کے کھرے کھوٹے پر تبصرہ کرنا ناممکن محض تھا۔ بہرحال حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زندگی کا خیال قرآن مجید پر مبنی نہ تھا۔ اور نہ ہے۔

قرآن پاک جو دنیا میں ایک ہی یقینی اور قطعی کتاب ہے۔ اور جس کی نصوص کسی شک وشبہ کی متحمل نہیں۔ اس باب میں نہایت صراحت سے مسیح کی جسمانی زندگی کا انکار کرتے ہوئے انکی وفات کا اعلان کرتا ہے بلکہ اگر ذرا بھی تدبر سے کام لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جس اہتمام سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات کا ذکر فرمایا ہے اور کسی نبی کی وفات پر اتنا زور نہیں دیا۔ اسکی یہی وجہ تھی۔ کہ علام الغیوب خدا کو معلوم تھا۔ کہ ایک زمانہ میں مسلمان کہلانیوالے حضرت مسیح کی انوکھی زندگی مان کر عیسائیوں کی تائید کریں گے۔ ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند ؛ دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

فرضی اللہ ہونے کے لحاظ سے وفات کا ذکر

قرآن مجید نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی اصلی اور فرضی ہر حیثیت سے ان کی وفات کا ذکر فرمایا ہے۔ نزول قرآن کے وقت نصاریٰ حضرت مسیح کو خدا قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (النحل) جن ہستیوں کو لوگ اسوقت خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ خالق نہیں۔ بلکہ مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں۔ زندہ نہیں۔ اور انہیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ یہ آیت حضرت مسیح کی مفروضہ الوہیت والی حیثیت میں ان کی وفات پر وکیل ہے۔

بلحاظ بشر وفات کا ثبوت

یہود وہنود کی نگاہ میں مسیح محض ایک بشر تھا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بشر کے لئے جو قانون مقرر فرمایا۔ وہ یہی ہے۔ کہ (۱) فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون الآیہ (۲) ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق الآیہ (۳) منکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً۔ ان تین آیات میں دو قانون بتائے گئے ہیں۔ اول بشر کی جائے رہائش کرہ ارضی ہی ہے۔ خواہ وہ زندہ ہو۔ یا مر چکا ہو۔ دوم۔ بشر تغیرات زمانی سے محفوظ نہیں۔ مرور زمانہ ضرور ہی اس کے قویٰ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور ضعف اور اضمحلال پیدا کر دیتا ہے

اب ان قوانین کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام بھی کرہ ارضی سے باہر نہیں جا سکتے۔ نیز یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ وہ صدیوں سے زندہ ہوں اور پھر ۳۳ سالہ جوان کے جوان ہی ہوں اسی امر کیطرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ نے فرمایا ہے۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون۔ اے رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو غیر متغیر یا لمبی زندگی نہیں دی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تو تو فوت ہو جائے۔ مگر وہ زندہ رہیں۔ اس اعلان وصراحت کے باوجود رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی حضرت مسیح کو غیر متغیر اور زندہ یقین کئے بیٹھے ہیں غیرت کی جا ہے عیسٰی زندہ ہو آسماں پر ؛ مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

بلحاظ نبی وفات کا ثبوت

تیسری حیثیت جو مذہباً حضرت مسیح کی اصلی حیثیت ہے وہ ان کا نبی اور رسول ہونا ہے اسکے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الآیہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک رسول ہیں۔ آپ سے پہلے جملہ رسول جن میں سے ایک مسیح بھی تھے فوت ہو چکے ہیں۔ پھر فرمایا۔ کانا یاکلان الطعام مسیح اور ان کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنے اب نہیں کھاتے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا۔ وما جعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔ ہم نے نبیوں کا جسم ایسا نہیں بنایا۔ کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اور ایک ہی حالت پر رہیں گویا صاف بتا دیا۔ کہ حضرت مسیح جو نبی تھے۔ اب بوجہ وفات پا جانے کے کھانا نہیں کھاتے

وھو المراد

حضرت عیسٰی کی وفات کا خصوصیت سے ذکر

ان تین حیثیات کے علاوہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نام لے کر بھی ان کی وفات کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ آیات (۱) فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (۲) یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الی (۳) والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ نیز (۴) واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیاً سے ظاہر ہے۔ ان آیات سے وفات مسیح اس قدر واضح اور مبرہن ہے۔ کہ عیسائیت کا بہت بڑا حامی ڈاکٹر زویمر بھی اپنے رسالہ "عیسٰی ام یسوع" میں مقدم الذکر تین آیات کے متعلق یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ کہ الآیات التی تؤید موتہ (ص ۲۱) یعنے یہ آیات حضرت مسیح کی موت کی تائید کرتی ہیں۔ کیا یہ مقام حیرت نہیں۔ کہ ایک پادری کو بھی قرآن مجید میں حضرت مسیح کی طبعی موت صاف نظر آ رہی ہے۔ مگر مسلمان ہیں۔ کہ مسیح کی موت سے از روئے قرآن منکر ہو رہے ہیں۔

ہم نے بارہا غیر احمدی علماء سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ حیات مسیح کے متعلق تمہارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ ہیں اب قرآن مجید سے آسمان جسم اور زندگی کا ثبوت دیں۔ تینوں نہ سہی ایک امر کا ہی ثبوت دے دیں۔ لیکن وہ کوئی ایسی آیت نہیں دکھا سکتے۔ جس میں حضرت مسیح کی زندگی۔ جسم یا آسمان کا ذکر ہو۔ احمدیت کی چالیس سالہ تاریخ گواہ ہے۔ کہ ہمارے مخالف اس مطالبہ کے پورا کرنے سے ہمیشہ عاجز رہے ہیں ہاں قرآن مجید کی جن آیات کو وہ اس معاملہ پر پیش کیا کرتے ہیں وہ مختصراً مع جوابات حسب ذیل ہیں:۔

پہلی آیت

ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ یعنی یہود نے حضرت مسیح کو یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا رفع اپنی طرف کیا ہے۔ غیر احمدی کہا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح نہ قتل ہوئے نہ صلیب پر مرے۔ بلکہ مرفوع الی اللہ ہو گئے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں۔

جواب اول یہود حضرت مسیح (علیہ السلام) کے جس قتل کے مدعی تھے اسی کی اس جگہ نفی ہے۔ یہود اس قتل کے ذریعہ حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ملعون ثابت کرنا چاہتے تھے۔ اور دنیا پر ان کی رسالت کا باطل ہونا ظاہر کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کے قول انا قتلنا المسیح عیسٰی ابن مریم رسول اللہ سے ظاہر ہے۔ اب اس قتل موجب لعنت کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کے رفع کا ذکر فرمایا ہے یعنی بجائے ملعون ہونے کے مسیح کے مقرب ہونے کا ذکر ہے۔ اس سے آسمان پر جسم خاکی سمیت جانا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس طرح یہ ماننا پڑیگا کہ خدا تعالیٰ نے یہود کے اعتراض یعنی مسیح کے رفع روحانی کے انکار پر جواب میں رفع جسمانی کو پیش کر دیا ہے۔ گویا سوال اور جواب میں مطابقت نہ رہی ؛

جواب دوم۔ اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں اور ولیوں کا رفع فرمایا ہے۔ آیت ورفعناہ مکاناً علیاً میں حضرت ادریسؑ کے رفع کا ذکر ہے۔ احادیث اللّٰھم ارفعنی۔ رفعک اللہ یا عمّ۔ اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفع۔ حضرت عباسؓ کا رفع اور ہر خاکسار بندے کا رفع ثابت ہے۔ اگر رفع کا مطلب جسم سمیت آسمان پر جانا ہی ہوتا ہے تو پھر تمام بزرگ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ ہونگے۔

جواب سوم۔ کتب لغت میں لکھا ہے۔ فی اسماءہ تعالیٰ الرافع الذی یرفع المومنین بالاسعاد واولیاء بالتقریب (لسان العرب۔ مجمع البحار) کہ اللہ تعالیٰ کا نام رافع بھی ہے۔ وہ مومنوں کو سعادت اور اولیاء کو اپنا قرب عطا فرما کر ان کا رفع کرتا ہے۔ پس اسی طرح حضرت مسیحؑ کا بھی رفع ہوا۔ ہاں چونکہ حضرت مسیحؑ کے رفع کا یہود نے بڑے زور سے انکار کیا تھا۔ اس لئے تصریحاً بل رفعہ اللہ الیہ فرمایا۔ جیسا کہ حضرت مریمؑ کی پاکیزگی کے لئے وامہ صدیقۃ فرمایا۔

جواب چہارم۔ اللہ تعالیٰ آسمان میں محدود نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر جگہ ہے۔ اس لئے اس کی طرف رفع کا مطلب یہی ہوگا۔ کہ حضرت مسیحؑ آسمان اور زمین دونوں طرف گئے۔ زمین کی طرف جسم گیا اور آسمان کی طرف روح گئی۔ اسی کا نام موت ہے۔ پس اگر اس آیت سے حضرت مسیحؑ کو آسمان پر زندہ مانا جائے۔ تو خدا تعالیٰ کو محدود ماننا پڑیگا۔

جواب پنجم۔ آیت کے حصہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً کے لحاظ سے بھی رفع کی وہ صورت جو غیر احمدی ذکر کرتے ہیں یعنی رات کو چھپا کر لیجانا غلط ثابت ہوتی ہے۔

دوسری آیت

وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً ۔ اس آیت سے غیر احمدی یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ کی موت سے پہلے پہلے ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیگا۔ اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔ چونکہ اس جگہ قبل موتہ کا لفظ ہے۔ اسلئے حضرت مسیحؑ زندہ ہیں۔

جواب اول۔ آیت کا یہ مطلب غلط ہے۔ کیونکہ یہ ترجمہ مشاہدہ کے خلاف ہے۔ ہر روز کئی اہل کتاب مرتے ہیں۔ اور وہ مسیحؑ پر ایمان نہیں لاتے معلوم ہوا۔ آیت کا یہ ترجمہ درست نہیں۔

جواب دوم۔ یہ ترجمہ آیات قرآنیہ اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان آیات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہودی بہ حیثیت یہودی اور عیسائی بہ حیثیت عیسائی قیامت کے دن تک موجود رہیں گے۔

جواب سوم۔ آیت وان من اھل الکتاب سے قبل انہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فلا یومنون الا قلیلاً۔ یہ لوگ تھوڑا یا تھوڑے ہی ایمان لائینگے۔ پس اب دو آیات بعد کا مطلب یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ سب ایمان لے آئینگے۔

جواب چہارم۔ قبل موتہ کی دوسری قرأت قبل موتھم آئی ہے (ابن جریر) اور اس صورت میں معین طور پر ضمیر اہل کتاب کی طرف ہی پھریگی یعنے مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے ایمان لائیگا اور پھر مسیحؑ کے زندہ رکھنے کی ضرورت نہ ہوگی پس قبل موتہ کی قرأت کے بھی معنے یہی ہونگے۔ کہ اہل کتاب اپنی موت سے پہلے پہلے ہی ایمان رکھینگے۔

جواب پنجم۔ قرآن مجید کے اس رکوع میں یہود کی بُرائیوں کا ہی ذکر ہے۔ آیت ان من اھل الکتاب سے پہلے بھی یہود کی بُرائیوں کا ذکر ہے اور بعد میں بھی۔ اگر یہ ایمان حقیقی ایمان ہوتا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ پھر ان کی بُرائیوں کا تذکرہ موقوف کر دیا جاتا۔ مگر قرآن پاک نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس آیت کے آگے پیچھے ان کی بُرائیوں کا ہی ذکر فرمایا ہے۔ معلوم ہوا۔ اس آیت میں جو بات مذکور ہے۔ وہ بھی ان کی شرارتوں میں سے ایک شرارت ہے۔ ہاں جو نیکوکار تھے۔ ان کا استثناء آگے جا کر آیت ولکن الراسخون سے شروع کیا ہے۔

جواب ششم۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیحؑ کسی وقت دنیا میں تشریف لائینگے۔ اور اس وقت سب لوگ یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لے آئینگے۔ تو پھر اس کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔ کہ قیامت کے دن حضرت مسیحؑ ان کے خلاف گواہ ہونگے۔ جب وہ مومن ہو جائینگے۔ تو ان کے خلاف گواہی کیسی؟ نیز جب حضرت مسیحؑ نے دنیا میں آنا تھا۔ تو یوم القیامۃ کے ساتھ ہی اس گواہی کو مخصوص کر کیا معنے رکھتا ہی معلوم ہوا کہ آیت کا یہ مطلب درست نہیں ہے۔

جواب ہفتم۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی ایک شرارت کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ اپنے دعویٰ انا قتلنا المسیح عیسے بن مریم میں جھوٹے ہیں۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ لیکن ہمیشہ ہی جب تک یہودی یا عیسائی ہیں۔ مسیحؑ کے متعلق یہی مانتے رہینگے۔ کہ وہ صلیب پر مر کر لعنتی ہو گیا۔ یہودی اس لئے کہ مسیحؑ کو جھوٹا نبی ثابت کریں۔ اور عیسائی اسلئے کہ اسکو اپنے گناہوں کا کفارہ قرار دیں۔ ہاں جب ان پر موت آئیگی۔ تو ان کو حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ گویا یہ بھی مستعجد بجرم کی ایک جرم ہے۔

جواب ہشتم۔ فرض کرو۔ کہ قبل موتہ کی ضمیر حضرت مسیحؑ ہی کی طرف جاتی ہے۔ تب بھی یہ بیان یہود کی ایک شرارت ہے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیحؑ کو اس عمر میں مقتول مانتے تھے۔ جبکہ مسیح فی الواقع فوت نہ ہوا تھا۔ یعنی وہ اسے اسکے مرنے سے پہلے ہی مصلوب مانتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ حضرت مسیحؑ کو ۳۳ سال کی عمر میں مصلوب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ زمانہ درحقیقت قبل موتہ کا زمانہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ تو ایک سو بیس سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان عیسے بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ فرما کر بتا دیا۔ (رحج الکرامۃ۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۲۰۔ جلالین صفحہ ۵۰ حاشیہ)

الغرض یہ آیت بھی کسی طور سے مسیحؑ کی زندگی کی دلیل نہیں ہے۔

تیسری آیت

وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون (زخرف)

غیر احمدی کہتے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ قیامت کا نشان ہے۔ اسلئے اس میں شک نہ کرو۔ یعنی حضرت مسیحؑ قیامت کے قریب نازل ہونگے۔ اور اس وقت وہ قیامت کا نشان ہونگے۔

جواب اول۔ اس آیت کا اگر یہی ترجمہ مان لیا جائے۔ کہ حضرت مسیحؑ قیامت کی نشانی ہیں۔ تو بھی یہ کہاں سے ثابت ہو گیا۔ کہ وہ زندہ ہیں۔ اور کبھی اُترینگے۔ آیت میں نہ ان کی زندگی کا ذکر ہے نہ آسمان کا قصہ ہے۔ اور نہ ہی واپس آنے کا ذکر ہے۔ مطلق طور پر یہ کہا گیا ہے کہ مسیحؑ قیامت کی نشانی ہے۔

جواب دوم۔ اس آیت میں الساعۃ سے مراد قیامت کبریٰ نہیں بلکہ یہود کی ہلاکت ہے۔ اور عربی زبان میں ہر قوم کی ہلاکت ساعۃ کہلاتی ہے۔ حضرت مسیحؑ یہود کی ہلاکت کا نشان تھے۔ بالخصوص ان کی بن باپ پیدائش اس بات کی دلیل تھی۔ کہ پہلے تو بنی اسرائیل میں سے نبی آتے ہے۔ مگر مسیحؑ ایسا نبی آیا جس کی ماں اسرائیلی ہے۔ باپ نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ نبی آئیگا جس کی نہ ماں اسرائیلی ہوگی۔ اور نہ باپ۔ اور یہ بنی اسرائیل کی روحانی طور پر ہلاکت کی علامت تھی۔ پس حضرت مسیحؑ قیامت نہ تھے۔ لیکن آج سے ۱۹ سو سال قبل ہی یہود کی قیامت کا نشان تھے۔

جواب سوم۔ منکرین قیامت کہتے ہیں۔ قیامت کو مُردے کس طرح زندہ ہو جائینگے۔ ہڈیوں میں کس طرح جان پڑ جائیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسیحؑ کو دیکھو۔ ہم نے اس کو محض مریمؑ سے بن باپ پیدا کر دیا۔ جب ہم بغیر باپ کے پیدا کر سکتے ہیں۔ تو یقیناً قیامت برحق ہے۔ اور مُردے زندہ ہونگے گویا حضرت مسیحؑ اپنی بن باپ پیدائش میں قیامت کا نشان ہیں۔ نہ یہ کہ پھر انہوں نے اُترنا ہے یا وہ آسمان پر گئے۔

جواب چہارم۔ انّہٗ کی ضمیر قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی راجع کی گئی ہے۔ جیسا کہ معالم التنزیل میں مذکور ہے۔ اس صورت میں معنے یہ ہونگے۔ کہ قرآن مجید قیامت کا نشان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کی نشانی ہیں۔ ان معنوں کی تائید آیت فرقانی اقتربت الساعۃ وانشق القمر سے بھی ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بعثت انا والساعۃ کھاتین یعنی میں قیامت سے اتنا ہی قریب ہوں۔ جتنا کہ وسطی انگلی سبابہ سے قریب ہوتی ہے۔

جواب پنجم۔ اگر حضرت مسیحؑ کی آمد اور ان کا نزول جسمانی ہی قیامت کی نشانی تھی۔ تو پھر اس کے ساتھ فلا تمترن بھا واتبعونی کا کیا جوڑ ہے۔ یعنی جب تک حضرت مسیحؑ نہ آئے یہ کہنا کہ تم ابھی قیامت کے متعلق شک کرو۔ اور میری پیروی کرو۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ پھر تو یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ جب وہ نشانی آئیگی۔ تو تمہارا شک دور ہو جائیگا۔ اور تم اسکی پیروی کروگے۔ پس فلا تمترن بھا واتبعون اس بات کی کھلی دلیل ہے۔ کہ اس آیت میں حضرت مسیحؑ کی آمد اور نزول و زندگی کا ہرگز کوئی ذکر نہیں۔

جواب ششم۔ انّہٗ کی ضمیر کا مرجع بہت سے مفسرین نے امام مہدی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ قال مقاتل بن سلیمان ومن تابعہ من المفسرین

[illegible]

ص فی تفسیر قولہ تعالیٰ وانہ لعلم للساعۃ قال ھو المہدی یکون فی آخر الزمان وبعد خروجہ تکون امارات الساعۃ (نبراس شرح العقائد صفحہ ۴۴۴ حاشیہ) یعنی مقاتل بن سلیمان اور اسکے ہمنوا مفسرین نے انہ لعلم للساعۃ کے متعلق کہا ہے۔ کہ اس سے امام مہدی مراد ہیں جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونگے۔ اور ان کے بعد علامات قیامت ظاہر ہونگی۔ ناظرین اس تفسیر کے ماتحت تو کوئی بھی اشکال باقی نہیں رہتا۔ **لطیفہ:۔** غیر احمدی اس آیت سے مسیحؑ کو علم الساعۃ ثابت کیا کرتے تھے۔ لیکن اسی سورۃ زخرف کے آخری رکوع

تمدن اسلام

دنیوی علوم پر مسلمانوں کے احسانات

کا

اعتراف غیر مسلموں کی زبان سے

اس عنوان کے ماتحت ایک مضمون ایک گزشتہ پرچہ میں درج کیا جا چکا ہے۔ چونکہ ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان کے تنگ دل اور متعصب غیر مسلم اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کو روکنے کے لئے طرح طرح کی غلط بیانیوں کی اشاعت کر رہے ہیں۔ چونکہ ایسی آراء کی اشاعت اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس لئے بعض اور غیر مسلم فضلاء کی آراء درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

پروفیسر ٹی۔ ایل۔ وسوانی کی رائے

پروفیسر ٹی۔ ایل۔ وسوانی کا ایک مضمون اخبار "مسلم راجپوت" ۱۴ - جولائی ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں:۔

"ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ اسلام نے یورپ کی فلاح و بہبود میں کس قدر حصہ لیا۔ اسلام کی قائم کردہ غرناطہ یونیورسٹی میں یورپ کی تمام اطراف و جوانب سے مسیحی طلباء آ کر شامل ہوتے تھے۔ یورپ جس زمانہ میں جاہلیت کی آماجگاہ تھا۔ سپین کے علم مسلمان سائنس اور لٹریچر کو لے کر آگے بڑھے۔ اور تمام یورپ کو طب ریاضی۔ فلسفہ اور دیگر علوم و فنون میں درس دینے لگے۔ علماء عرب نے بیشتر ہند و کتب کا ترجمہ کر کے ہندو فلسفہ کو یورپ کی اکثر درسگاہوں تک پہونچا دیا۔ اسپین کے مسلمان فرمانروا الحکیم کے دور حکومت میں غرناطہ و دیگر شہروں کی گلیوں میں آب پاشی کا انتظام نہایت وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔ اور دیگر سلاطین کے عہد میں بھی مسلمانوں نے نمایاں ترقیاں کیں۔ عرب اور سپین کی اسلامی حکومت میں صنعت و حرفت کے حسب ذیل شعبوں کا خاص طور سے ذکر آتا ہے۔ جہازوں کی ساخت۔ باغات کی پرورش۔ پھولوں کا تحفظ۔ و نیز شیشے۔ لوہے اور پیتل کے ظروف کی ساخت کی جانب خاص رجحان تھا۔ چاندی کی کانیں بے شمار تھیں۔ چمڑہ کا کام اور ہاتھ سے کپڑا بُننے کا بہت رواج تھا۔ ریشمی بیلیں کاغذ پر بہت اچھی تیار ہوتی تھیں۔ جڑاؤ اور کھدائی کے کام میں بھی اس زمانہ کے کام کرنے والوں کو خاصی دستگاہ تھی۔

یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں۔ کہ ہندوستان کے خیالات نیز طرز معاشرت میں اسلام نے نمایاں اضافہ کیا ہے۔ اسی مذہب نے ہندوستان میں قومیت کی بنا ڈالی۔ اور اس خطۂ زمین کے فلسفہ شاعری فن تعمیر و دیگر علوم کو اپنی غیر معمولی ذکاوت و ذہانت سے چار چاند لگا دیئے ...... اسلام کی شاعری۔ لٹریچر۔ فن تعمیر و مصوری نے اسپین کو اس زمانہ میں شہرۂ آفاق بنا دیا۔ جب تمام یورپ بربریت و جاہلیت کے بھنور میں ڈوبا ہوا تھا۔ سیوائل قرطبہ اور بارسیلونہ کی اسلامی درسگاہوں نے اس آزاد خیالی اور عالی حوصلگی سے تمام دنیا کو دعوت تعلیم دی۔ جس کے فقدان پر مسیحی پادریوں کی عدالت سے بے دینوں کو زندہ جلانے۔ اور گلیلیو کو دار پر چڑھانے کا حکم ہوا تھا۔ مسلمان بادشاہوں نے بے شمار کتب خانے کھول رکھے تھے۔ اور جابجا آبزرویٹریاں اور لیبارٹیریاں قائم کر دی تھیں۔ فن موسیقی میں بھی۔ اسلام نے یورپ کی افسانہ نگاری اور لٹریچر کو ایک نیا رنگ دے دیا۔ فلسفۂ یونان کا ترجمہ۔ تصحیح و تنقید کر کے مسلمان فلسفیوں نے وہ خدمات انجام دیں۔ جن کا شکریہ جسقدر بھی ادا کیا جائے۔ کم ہے۔"

ڈاکٹر گستاؤلی بان کی رائے

ایک فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان نامی نے حالات عرب کے متعلق ایک بیش قیمت تصنیف کی ہے۔ اس کے دیباچہ میں آپ لکھتے ہیں:۔

"عربوں کے تمدن میں جس قدر زیادہ غوض کیا جائے۔ اسی قدر نئے واقعات پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ اور اسی قدر مطلع صاف ہوتا جاتا ہے تھوڑی سی تحقیق کے بعد ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ ازمنہ متوسطہ میں یونان اور روم کے تمدن کا علم عربوں ہی کے ذریعے سے پھیلا تھا۔ اور پانسو برس تک ممالک یورپ کے مدارس عربوں ہی کی تصنیفات سے زندہ رہے۔ اور کیا بلحاظ ترقی دولت اور کیا بلحاظ ترقی علمی و عملی وہ عرب ہی تھے جنہوں نے یورپ کو مہذب بنایا۔ اور جب ان کی تحقیقات علمی اور ان کی ایجادوں پر نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسی قلیل مدت میں ان سے زیادہ کسی قوم نے ترقی نہیں کی۔ اور جب ان کی صنعت و حرفت پر نگاہ ڈالی جائے تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان میں بھی ایک ندرت اور جدت ہے جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اس قوم نے ایسے حیرت انگیز کام کئے ہیں۔ جن کی یادگاریں تعجب میں ڈالتی ہیں۔" (بحوالہ الاسلام مصنفہ علامہ عباسی صلا۲)

یہی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"خلفائے بنی امیہ و عباسیہ کے زمانہ میں شام کا تمدن ایک اعلےٰ درجہ پر پہونچ گیا ...... شام کے تمام بڑے بڑے شہر بیت المقدس۔ صیدون۔ دمشق۔ صور بہت ہی سرسبز ہو گئے۔ اور حرفت و فلاحت نے بے انتہا ترقی کی۔" (الاسلام صلا۲۵۲)

جزیرہ سسلی میں مسلمانوں کی سلطنت کا ذکر کرتے ہوئے یہی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگرچہ مصر اور اندلس کا سا تمدن عربوں نے اس جزیرہ میں قائم نہیں کیا۔ (کیونکہ انہوں نے اسے کبھی بھی مستقل طور پر اپنا وطن بنانے کا خیال نہیں کیا) پھر بھی انہوں نے یہاں بڑی ترقی کی تھی عربوں کے زمانہ میں سسلی کی حالت علم۔ حرفت اور اخلاق میں اس حالت سے جو ان کے جانے کے بعد رہ گئی تھی۔ بہت زیادہ عروج پر تھی۔"

دنیا کی احسان ناشناسی

ان مختصر اور بے شمار میں سے چند ایک آراء سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ منصف مزاج اور علم دوست اصحاب دنیا پر مسلمانوں کے علمی احسانات کو کس قدر اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ قوم جو آج دنیا کے تختہ پر بلحاظ تعلیم سب سے زیادہ پسماندہ۔ اور فرومایہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کے آباء و اجداد علوم و فنون میں دنیا کے مسلمہ استاد ہیں۔ آج دنیا میں بہت کم لوگ شاید اس حقیقت سے آشنا ہونگے۔ کہ وہ سائنس اور آرٹ جو آج سکولوں اور کالجوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ اور جن کی بنا پر یورپ کو دنیا کا استاد۔ اور تہذیب و تمدن میں کامل مانا جاتا ہے۔ محض عربی مسلمانوں کی ذہانت طبع کے نتیجہ میں دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ آج کتنے مغربی ہیں۔ جو ان احسانات کو جو مسلمانوں نے سائنس اور آرٹ کو ترقی دے کر۔ اور مفید ایجادات کے ذریعہ جن کی موجودگی نے دنیا کی تہذیب و تمدن میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ دنیا پر کئے ہیں۔ محسوس کر سکیں۔ صرف یہی نہیں۔ کہ یورپ ان احسانات کو آج محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ بقول ایک مشہور مصنف [illegible] کوشش یہ کی جاتی ہے۔ کہ عربی مسلمانوں کے ان احسانات کو آئندہ نسلوں سے پوشیدہ رکھا جائے۔ اور انہیں اس حقیقت سے حتی الامکان آگاہ نہ ہونے دیا جائے۔ افسوس دنیا سے انصاف بالکل اُٹھ گیا۔ اور بہت کم لوگ اس اخلاقی جرأت کے مالک نظر آتے ہیں۔ جو مذہبی اور نسلی اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر رواداری اور آزاد خیالی [illegible] علمی اور فنی خدمات کا اعتراف کر سکیں۔

مسلمانوں کو ہی چاہیئے۔ کہ اپنے آباء و اجداد کے ان کارناموں سے سبق حاصل کریں۔ اور کوشش کریں۔ کہ ان علمی خزانوں کو جن کے وہ حقیقی وارث ہیں۔ حاصل کر سکیں۔ اور اس ارفع و بالا مقام پر پہونچ جائیں۔ کہ جس پر دوسری قومیں محض ان کے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر پہونچ چکی ہیں۔

فغان عالم

مولانا محمد علی کی وفات حسرت آیات پر ہندوستان کے نامور ادباء و شعراء نے جن خیالات و افکار کا اظہار کیا تھا۔ ان کو اس کتاب میں مناسب ترتیب کے ساتھ ملک محمد الدین صاحب ادیب فاضل بھگوال ضلع جہلم نے شائع کیا ہے۔ ابتداء میں مولانا کی خود نوشت سوانحعمری اور آخر میں ان کا منظوم کلام بھی درج کیا گیا ہے۔ جس غرض سے اس مجموعہ کو شائع کیا گیا ہے۔ وہ ملک محمد الدین صاحب مرتب کتاب کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں "آج مسلمانان ہند کیلئے محمد علی کے لائحہ عمل کو اپنا مطمح نظر بنانے اور میدان عمل میں قدم بڑھانے کا اگر کوئی ذریعہ ہے۔ تو ایک ہی اور صرف ایک ہی ہے۔ کہ ہر فرد قوم محمد علی کے سوانح حیات اور اس کے کارہائے نمایاں سے شمع ہدایت کا کام لے۔ اس کی زندگی کے ہر ایک پہلو سے پوری پوری واقفیت رکھے۔ اس وقت اہم ضرورت تھی کہ محمد علی کا تذکرہ حسنہ کتابی صورت میں عامۃ المسلمین کے ہاتھوں میں پہنچے۔ الحمد للہ کہ اس کار نیک کی ابتداء میرے ہاتھوں سے ہو رہی ہے۔" ہم امید کرتے ہیں کہ عام عموماً اور نوجوان حلقہ خصوصاً اس کتاب سے استفادہ

نظارتوں کے اعلانات

نظارت بیت المال کا ضروری اعلان

مالی سال کے شروع یعنی مئی و جون سے مفصلہ ذیل جماعتوں کی طرف سے کوئی چندہ نہیں آیا۔ اس لئے سکرٹری صاحبان جلد سے جلد چندہ وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ تاکہ جو کام روپے کی قلت کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔ پورے کئے جائیں

ناظر بیت المال قادیان

فہرست جن جماعتوں کی طرف سے ماہ مئی اور جون میں چندہ نہیں آیا:۔

حلقہ گورداسپور

۱ قلعہ لال سنگھ (۲) بھاگووال
۳ ونجواں (۴) خان فتح
۵ ہرددرروال (۶) تلونڈی راماں
۷ ستکار (۸) بھیال چک
۹ بازید چک (۱۰) ہرسیاں
۱۱ کلانوالی (۱۲) گھوڑیواہ
۱۳ ننگول (۱۴) کرمی افغاناں
۱۵ کاہنواں سنجبالی (۱۶) لیلی کراں
۱۷ غزنی پور (۱۸) جوگووال
۱۹ بہلول پور (۲۰) ماڑی بوچیاں
۲۱ شیکری والہ (۲۲) پنڈی
۲۳ مہدی شیرا

حلقہ ضلع سیالکوٹ

۲۴ گوھدپور (۲۵) درگانوالی
۲۶ کوٹلی ہرنرائن کوٹ کورا
۲۷ بھروتانوالہ کوروال (۲۸) ڈسکہ
۲۹ موسٰی والہ (۳۰) عزیزپور ستراہ
۳۱ قلعہ صوبا سنگھ (۳۲) مالوکے بھگت
۳۳ بھاگووال
۳۴ رائے پور قادر آباد
۳۵ چھور (۳۶) سالہ سنگھ کھوئی
۳۷ بہلول پور (۳۸) بوبک مرالی
۳۹ مالوکے تتلے (۴۰) بھینو والی
۴۱ تاروال (۴۲) ڈیریانوالہ
۴۳ دھنی دیو (۴۴) ننگل رندھیر
۴۵ بھینو باجوہ رنگے پور دہرگ
۴۶ بدوملہی
۴۷ چندرکے منگولہ
۴۸ خانانوالی میانوالی

حلقہ ضلع امرتسر

۴۹ بھینسہ
۵۰ چک سکندر مجیٹھا
۵۱ بھوسئے وال
۵۲ کڑیال

حلقہ لاہور

۵۳ چک نمبر ۶ علی پور
۵۴ ہانڈو

حلقہ شیخوپورہ

۵۵ شاہ مسکین
۵۶ چک چور ملا
۵۷ کوٹ رحمت خان
۵۸ چک نمبر ۹ آہنہ
۵۹ چک نمبر ۵۸
۶۰ بیداد پور

حلقہ گوجرانوالہ

۶۱ فیروز والہ
۶۲ بقاپور
۶۳ ترگڑی
۶۴ تلونڈی کھجوروالی
۶۵ اکال گڑھ
۶۶ حافظ آباد
۶۷ مانگٹ اونچے
۶۸ پیرکوٹ
۶۹ پریم کوٹ
۷۰ کوٹ تارڑ
۷۱ جالب بھڑی شاہ رحمان
۷۲ کمبوے والی کسکا کولو
۷۳ مدرسہ چٹھہ (۷۴) بہلوکے
۷۵ تتلے عالی

حلقہ لائل پور

۷۶ لائل پور
۷۷ کھتووالی چک نمبر ۱۱۲
۷۸ دھنی دیو چک نمبر ۳۲۲
۷۹ گوجرہ (۸۰) ٹوبہ ٹیک سنگھ
۸۱ کلیان پور نمبر ۲۳۳
۸۲ جنڈانوالہ چک ۱۹۵
۸۳ بھرت چک نمبر ۳۸۷
۸۴ محمد آباد چک نمبر ۳۰۳
۸۵ تلونڈی چک نمبر ۱۰۸
۸۶ نودھی ننگل نمبر ۲۰۹ (۸۷) چک نمبر ۲۴۷
۸۸ چک نمبر ۵۱۸ چندرکے

حلقہ جھنگ

۸۹ بستی وریام کلانہ

حلقہ شاہ پور سرگودہا

۹۰ چک نمبر ۹۹ و نمبر ۹۷ (۹۱) چک نمبر ۲۷
۹۲ مجوکہ (۹۳) چک نمبر ۴۹
۹۴ للیاں (۹۵) چک نمبر ۳۷ و نمبر ۳۴ جنوبی
۹۶ چک نمبر ۳۳۲ ڈیرکے (۹۷) چک نمبر ۹ پنیاڑ
(۹۸) کوٹ مومن جوہی بہادر خاں (۹۹) مڈھ رانجھا

حلقہ ضلع گجرات

۱۰۰ کھوکھر (۱۰۱) بھوا
۱۰۲ دھرکے کلاں (۱۰۳) لنگے
۱۰۴ ہیلاں رجوعہ (۱۰۵) بارموسے
۱۰۶ دیونا (۱۰۷) چک سکندر
۱۰۸ پوڑانوالہ اسماعیلہ (۱۰۹) گوٹریالہ
۱۱۰ جوڑہ کرنانہ

حلقہ جہلم

۱۱۱ بھونیجال کلاں (۱۱۲) ہسولہ

حلقہ راولپنڈی

۱۱۳ کوہ مری

حلقہ ہزارہ

۱۱۴ بالاکوٹ

حلقہ پشاور

۱۱۵ چارسدہ ترنگزئی

حلقہ میانوالی

۱۱۶ کندیاں

حلقہ بنوں

۱۱۷ بنوں شہر (۱۱۸) عیدک

حلقہ ملتان

۱۱۹ لودھراں (۱۲۰) لیہ
۱۲۱ مظفر گڑھ (۱۲۲) شجاع آباد
۱۲۳ سلارواہن (۱۲۴) حسن پور
۱۲۵ علی پور کیروالہ (۱۲۶) قتال پور
۱۲۷ دیوانسگہ

حلقہ منٹگمری

۱۲۸ عارف والہ (۱۲۹) دیپال پور

حلقہ فیروزپور

۱۳۰ فریدکوٹ (۱۳۱) سکھانند (۱۳۲) للیانی
۱۳۳ لدھیکے تیویں (۱۳۴) کھرپڑاں

حلقہ ہوشیارپور

۱۳۵ بھیاں (۱۳۶) فریدیاں
۱۳۷ اجمیر (۱۳۸) اہرانہ
۱۳۹ بھگلانہ (۱۴۰) سٹھیانہ
۱۴۱ گڑھشنکر (۱۴۲) ماہل پور
۱۴۳ بیرم پور (۱۴۴) بنام (۱۴۵) حسن پور

حلقہ ضلع جالندھر

۱۴۶ کریم پور (۱۴۷) راہوں

حلقہ لدھیانہ

۱۴۸ جمبٹ (۱۴۹) مسلود
۱۵۰ چک لوہٹ رائیکوٹ (۱۵۱) ہیرا ور
۱۵۲ غوث گڑھ ماچھی واڑہ (۱۵۳) خان پور
۱۵۴ رائے پور (۱۵۵) جنید (۱۵۶) پائل
۱۵۷ برنالہ

حلقہ انبالہ

۱۵۸ مکوال

حلقہ دہلی

۱۵۹ بلبگڑھ (۱۶۰) محمود پور

حلقہ جموں

۱۶۱ گلگت (۱۶۲) راجوری

حلقہ سندھ

۱۶۳ صوبوڈیرہ (۱۶۴) چک نمبر ۲۴۹ بڈھاکوٹ
۱۶۵ چک نمبر ۲۴ راویتانی (۱۶۶) کال ڈیرہ

حلقہ کوئٹہ

۱۶۷ مستونگ

حلقہ میرٹھ

۱۶۸ انچولی (۱۶۹) مظفر نگر (۱۷۰) شاہ آباد
۱۷۱ بیناوارہ

۱۷۲	بھدرک	۱۷۳)	ڈھاکہ

حلقہ دکن

۱۷۴	محبوب نگر	۱۷۵)	اڈنکور
۱۷۶	مدراس		

حلقہ مالابار

۱۷۷	کرڈالی	۱۷۸)	بنگاڑی

حلقہ یو۔پی

۱۷۹	آگرہ	۱۸۰)	صالح نگر
۱۸۱	اٹاوہ	۱۸۲)	قائم گنج

خواتین جماعت احمدیہ سے ایک ضروری التماس

گذشتہ دو ماہ سے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے یہ تحریک جاری ہے۔ کہ جو احباب تقریر سے خدمت دین کر سکتے ہوں۔ وہ اپنے نام بطور آنریری مبلغین کے پیش کریں۔ نظارت ہذا ان کی تمام سہولتیں مدنظر رکھتے ہوئے وقتاً فوقتاً ان سے مختلف جلسوں میں شکریہ کے ساتھ ان کو خدمت دین کا موقعہ دیگی اس تحریک پر چالیس دوستوں نے نہ صرف اپنے نام ہی پیش کئے ہیں بلکہ نظارت کے مطالبہ پر عملی طور پر بھی لبیک کی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے جلسوں میں شریک ہو کر خوبی کے ساتھ اعلان حق کیا ہے۔ اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ بھی اس میدان میں کھڑے ہو کر صدائے ایمان بلند کر سکتے ہیں ؎

اپنی اس تحریک کی کامیابی دیکھ کر اب میں احمدی خواتین کو مخاطب کرتا ہوں کہ ان پر بھی فریضہ تبلیغ اسی طرح عائد ہوتا ہے جس طرح مردوں پر اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات میں تمام افراد جماعت کو مخاطب کیا ہے۔ جس میں وہ بھی شامل ہیں مجھے ذاتی طور پر ایسی احمدی خواتین کا علم ہے۔ جو مجمع عام میں مردوں سے بڑھ کر اپنے مافی الضمیر کو بیان کر سکتی ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ وہ میدان تبلیغ میں ان سے پیچھے رہیں۔ میں ان کے سفر وغیرہ ضروری امور کے لئے انشاء اللہ ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچاؤں گا۔ اور جہاں احمدی خواتین عورتوں میں تبلیغ کرنے کے لئے جلسوں کا انتظام کریں گی وہاں ان کو جانے کی تکلیف دونگا۔ اگر ان کو مضامین کے لئے نوٹوں کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی ان کو دئے جاویں گے۔ یہ ایک نعمت کی نعمت ہے جس کے قبول کرنے سے انکار کرنا دنیوی کی بدقسمتی ہوگی ؎

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا

کیا ہم ہی وہ خوش نصیب جماعت نہیں ہیں جن کو آج سے ۱۳۰۰ برس سے اللہ تعالیٰ نے مخاطب کرکے فرمایا تھا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسٰی بن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ

یقیناً ہم ہی اس الٰہی آواز کے مخاطب تھے۔ اور ہم زیر حجت ہو چکے ہیں۔ اگر ہم آج اس آواز پر نحن انصار اللہ کہتے ہوئے لبیک نہ کہیں گے۔ تو پھر ہم سے بڑھ کر بدنصیب قوم اور کوئی نہ ہوگی خواتین جماعت احمدیہ۔ آپ کی ذمہ واری بہت ہی نازک ہے۔ مرد کچھ نہ کچھ میدان تبلیغ میں نکل چکے ہیں۔ مگر آپ ابھی بہت پیچھے ہیں۔ اس لئے دیکھ لیں۔ کہ آپ اپنی اس غفلت پر کہاں تک جواب دیہ ٹھیرینگی خصوصاً وہ جو کچھ کر سکتی ہیں پھر کرتی نہیں

ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

زمینداروں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا مضمون

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جو مضمون زمیندارہ کانفرنس لائل پور میں پڑھا گیا۔ اور پھر وہ الفضل ۲ میں شائع ہوا ہے مجھے باہر سے بعض دوستوں نے زور سے تحریک کی ہے۔ کہ اس مضمون کو ٹریکٹ کی صورت میں شائع کرکے تمام جماعتوں کو بھجوایا جاوے۔ تاکہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس کی اشاعت کریں۔ لہذا جو احباب یا جماعتیں اس تجویز سے متفق ہوں۔ وہ جلد سے جلد اطلاع دیں ؎

اور یہ بھی لکھ دیں۔ کہ وہ اس تعداد میں یہ ٹریکٹ خرید کریں گے۔ تاکہ میں اسی قدر تعداد میں یہ مضمون بصورت ٹریکٹ چھپوا دوں ؎ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مبلغ یو۔پی کے متعلق اعلان

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد بوجہ بیماری رخصت لے کر اپنے حلقہ سے واپس قادیان آگئے تھے۔ اب وہ حلقہ یو۔پی میں واپس بھیجے جا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تمام احمدی جماعتیں ان سے تبلیغی و تنظیمی کام کو اعلیٰ پایہ پر کرنے کے لئے ان سے تعاون کرینگی ؎ ناظر دعوۃ و تبلیغ

مبلغین کے لئے ضروری اطلاع

[illegible] کام کی رپورٹ دفتر دعوۃ و تبلیغ میں بھیجا کریں۔ خواہ وہ کسی جگہ ہوں ؎

(۲) اپنا پتہ مکمل خط و کتابت کا تا اطلاع ثانی ضرور لکھا کریں

(۳) تمام انجمنیں خواہ وہ دیہاتی ہوں۔ یا شہری۔ تبلیغی کام کی رپورٹ ہر ماہ کے اختتام پر معرفت سکرٹری صاحب دعوۃ و تبلیغ بھیجا کریں۔ بھیجنے والے سکرٹری صاحب کا فرض ہوگا کہ وہ رپورٹ بھجواتے وقت اپنا پورا پتہ لکھدیں ؎

(۴) رپورٹ طبع شدہ فارم پر آنی چاہئیے۔ جن جماعتوں میں رپورٹ فارم موجود نہ ہوں۔ وہ فوراً خط لکھ کر دفتر سے منگوالیں ؎ ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان ؎

انجمن احمدیہ نوشہرہ ککے زئیاں لمبہ پھوا وکلاسوالہ کے کارکن

انجمن مندرجہ عنوان کے کارکنوں کے نئے انتخاب کے رو سے جو کارکن مقرر ہوئے ہیں۔ ان کی منظوری کا اعلان کیا جاتا ہے منظور شدہ کارکنوں کی فہرست حسب ذیل ہے ؎

ناظر اعلیٰ قادیان

(۱)	پریزیڈنٹ	مولوی محمد عبداللہ صاحب
(۲)	جنرل سکرٹری	شیخ غلام نبی صاحب
(۳)	سکرٹری	خلیفہ عبدالحکیم صاحب
(۴)	سکرٹری تبلیغ	چوہدری محمد حسین صاحب
(۵)	امین	خلیفہ سراج دین صاحب
(۶)	سکرٹری وصایا	میاں خدا بخش صاحب
(۷)	سکرٹری تعلیم و تربیت	مستری کرم الٰہی صاحب
(۸)	آڈیٹر	چوہدری خدا بخش صاحب
(۹)	سکرٹری امور عامہ	چوہدری موسےٰ خان صاحب

مراسلات

کشمیر کے مسلمانوں کی مذہبی آزادی خطرہ میں

ذیل کا مراسلہ سرینگر میں مسلمانوں پر گولی چلنے کے واقعہ سے پہلے کا [illegible] اہمیت اب بہت زیادہ بڑھ گئی ہے [illegible] مسلمانان ہند کو خصوصیت سے کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ (ایڈیٹر)

دنیا پر یہ امر آشکار ہو چکا ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کے مذہبی جذبات سے ریاست کے ہندو کھیل رہے ہیں۔ اور باوجود توجہ دلانے کے ریاست کے ہندو حکام متوجہ نہیں ہوتے۔ جموں کے گزشتہ واقعات۔ امام کو خطبہ عید سے روکنا۔ ایک ہندو سارجنٹ کا قرآن پاک کی توہین کرنا۔ یہاں سرینگر میں قرآن شریف کے اوراق کا ایک نئی طاق میں پڑا ہوا پایا جانا ایسے دل ہلا دینے والے واقعات ہیں۔ جو ہمیشہ ہمیش مسلمانوں کے دلوں میں ناسور بن کر رہینگے۔

حکام کی بے اعتنائی

ریاست نے مسلمانوں کے آنسو پونچھنے کے لئے جو کچھ کیا۔ اس سے مسلمان بالکل مطمئن نہیں۔ اور ان فیصلوں سے جو حکام نے ان معاملات میں کئے ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست کشمیر کے حکام مسلمانوں کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرنا چاہتے اور مسلمانوں کو کسی گنتی میں شمار نہیں کرتے۔ وہ جو کچھ بھی سمجھ رہے ہوں ہمیں اس سے بحث نہیں۔ لیکن ہم مسلمانانِ کشمیر ایسے حکام کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان کی یہ بے اعتنائی اور مسلم کش پالیسی کسی وقت بھی کوئی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کریگی۔ اور ریاست کو نہایت مشکلات میں ڈالیگی۔

مذہبی توہین برداشت نہیں کی جا سکتی

ہم مسلمان اس وقت تک نہایت امن سے مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور کرتے رہیں گے۔ ہمارا ارادہ کسی وقت بھی کوئی بدامنی پیدا کرنیکا نہیں۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ قانونِ ملک کی اطاعت کرو۔ اور ہم مسلمان ہونے کی وجہ سے کبھی کوئی فساد برپا کرنیکا خیال تک ہی نہیں کر سکتے۔ لیکن ساتھ ہی ہم اسلام کے حکم کے مطابق مجبور ہیں۔ کہ ہم مذہبی توہین خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ ہرگز برداشت نہ کریں اور اب ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہماری مذہبی آزادی خطرہ میں ہے۔ بس اس وقت ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ریاست کو توجہ دلائیں۔ کہ وہ ایسے احکام جاری کرے۔ جن سے ہمارے مذہبی احساسات کی حفاظت ہو۔ ہمیں مہاراجہ صاحب بہادر سے امید ہے۔ کہ وہ جلد تر ایسے ذرائع کام میں لائیں گے۔ جن سے مسلمانوں کے دلوں کو تسکین ہو۔ ہم ساتھ ہی یہ بھی کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے فرمانروا صرف اعلانوں کے ذریعہ ہی ہماری دلجوئی نہ کریں۔ کیونکہ اگر اعلانات کے [illegible] کی ہمدردی نہ ہو۔ تو ایسے اعلانوں سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اُلٹا اثر پڑتا ہے۔

مہاراجہ صاحب کا ایک اعلان

ابھی چند دن ہوئے۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے ایک اعلان کیا ہے۔ اور اس میں کہا ہے۔ کہ میری رعایا کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ لیکن کیا وہ یہی آزادی ہے۔ کہ ہمارے ہندو بھائی احکام اسلام و قرآن پاک کی برملا توہین کریں۔ اور پھر گرفت سے صاف نکل جائیں۔ کیا یہی مذہبی آزادی ہے۔ کہ جب ایک غریب الوطن مسافر جس کا دل غیرت اسلامی سے بے تاب تھا۔ قرآن پاک کی حفاظت اور عزت کی تلقین مسلمانوں کو کرتا ہے۔ تو ریاست کی حکومت اس کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیتی ہے۔ اور اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ یہ مقدمہ اس وقت عدالت میں ہے۔ اس لئے ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ جب اس کا فیصلہ ہوگا۔ تو فرزندانِ توحید کے سامنے پیش کر دیا جائیگا۔ ہمیں خیال ہے۔ کہ مزید گرفتاریاں ہونگی۔ اور جرم سب کا یہی ہوگا۔ کہ کیوں انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی حمایت میں آواز بلند کی۔

مسلمانانِ ہند سے اپیل

ہم مسلمانانِ کشمیر جمیع مسلمانانِ ہند سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اس نازک وقت میں جبکہ ان کے کشمیری مسلمان بھائی نہایت مشکلات اور تکالیف میں ڈالے جا رہے ہیں۔ جب کہ ان کو ذلت کی انتہائی گہرائیوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔ ان کا ساتھ نہیں چھوڑینگے۔ اور ہر طرح سے ان کی امداد فرمائیں گے۔ اس وقت ہمیں ضرورت ہے۔ کہ اسلامی پریس اور قابل مسلمان بیرسٹر ہماری طرف توجہ کریں۔ یہ اسلامی اور قومی کام ہے۔ اور نہایت قربانی چاہتا ہے۔ کون ایسا مسلمان ہے۔ جو اپنے بھائیوں کو کند چھری سے ذبح ہوتا دیکھے اور خاموش رہے۔ ہم قابل مسلمان بیرسٹر صاحبان سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ جو صاحبان اس نازک وقت میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ایڈیٹر صاحب اخبار انقلاب کو اطلاع دیں۔ جب بھی ان کی ضرورت ہوگی۔ ان کو خبر دی جائیگی۔

مسجدوں پر ریاست کا قبضہ

پھر کیا یہ مذہبی آزادی ریاست نے دے رکھی ہے۔ کہ مسلمانوں کی مسجدیں اور دیگر ایسے متبرک مقامات پر ریاست نے قبضہ کر رکھا ہے اور ان عمارتوں کو بطور اصطبل اور سٹور استعمال کیا جا رہا ہے۔

سب مسلمانوں کا فرض

[illegible] بھی کہا گیا ہے۔ کہ کشمیر کے مسلمانوں کو باہر کے تاثرات سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور غیر ریاستیوں سے خواہش کی گئی ہے۔ کہ وہ ریاست کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ لیکن جب مذہب کی توہین برملا ریاست میں ہو رہی ہو۔ جب قرآن پاک کی بے حرمتی کی جا رہی ہو۔ تو کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہو۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے حق رکھتا ہے۔ کہ وہ اس کے خلاف آواز بلند کرے۔ قرآن کریم سب مسلمانوں کے لئے یکساں اترا ہے۔ اس میں کسی کا کم یا زیادہ حق نہیں۔ جب مسلمان دیکھیں۔ کہ ان کے مذہب اور ان کی مقدس کتاب یعنی قرآن کریم کی توہین ہو رہی ہے تو اس کے لئے سب دنیا کے مسلمان ایک ہیں۔

اسلام ایک عالمگیر پیغام لے کر آیا ہے کشمیر کے مسلمانوں کا اسلام باہر کے مسلمانوں سے الگ نہیں۔ اسلام نے ہمہ گیر اخوت ہمدردی اور اتحاد کا سبق سکھایا ہے۔ جب ہمارے مسلم بھائیوں پر کہیں ظلم ہوگا۔ تو اس کا ازالہ کرنے کے لئے تمام دنیا کے مسلمان سینہ سپر ہو جائیں گے۔

مسلمانانِ کشمیر میں بیداری

کشمیر کے مسلمانوں میں بیداری کے آثار نمودار ہوئے ہیں۔ انہیں آخر دنیا کی رو کے ساتھ چلنا ہے۔ حکومت کب تک جبر سے کام لے گی۔ اور کب تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھے گی اب وقت ہے کہ ان کے حقوق اور مطالبات کی طرف توجہ کی جائے ورنہ مسلمان اپنے حقوق منوائیں گے۔ اس وقت پشیمان ہونے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ کیا ریاست کے حکام اس امر سے آگاہ نہیں۔ کہ جب کسی قوم کے دل میں آزادی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اسے اپنے حقوق سے باز رکھنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ اب مسلمان اپنے مذہبی اور قومی حقوق اور مطالبات حاصل کرنے سے ہرگز باز نہ آئیں گے۔ اور ہر ایک قربانی جو مذہب یا قوم کے لئے کرنی پڑے گی۔ بخوشی قبول کریں گے۔ (نامہ نگار)

تلاشِ نقشہ

اخبار بدر کے ساتھ ایک دفعہ قادیان کی بستی کا ایک نقشہ زرد کاغذ پر شائع کیا گیا تھا۔ اگر وہ نقشہ کسی صاحب کے پاس محفوظ ہو۔ تو مہربانی کر کے مجھے بھیجدیں۔ پھر واپس کر دیا جائیگا۔

(مفتی محمد صادق قادیان)

پادری برکت اللہ صاحب کے چیلنج مناظرہ کی حقیقت

پادری برکت اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے اسم گرامی کی تعیین سے مناظرہ کا چیلنج دیکر جہلاء کے نزدیک غالباً ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

مذہبی مناظروں کی تاریخ میں فریق مخالف کے مناظر کا نام خود مقرر کر دینے اور اس پر مصر ہونے کا واقعہ آج تک کبھی پیش نہ آیا ہوگا۔ لیکن بمصداق "ہر کہ آمد عمارت نو ساخت" پادری برکت اللہ صاحب نے اپنے چیلنج میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو نامزد کر کے ایک جدت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ گو یہ جدت "ایجاد بندہ" کے مشہور مقولہ سے کچھ کم دلچسپ نہیں۔ پادری صاحب چیلنج دینے کی محویت میں اس بات کو بکلی نظر انداز کر گئے۔ کہ یہ چیلنج جہلاء کے علاوہ سمجھدار طبقہ کی نظر سے بھی گزریگا۔ جو ان کے تعیین نام کو دیکھ کر جائز طور پر یہ سمجھیگا۔ کہ پادری صاحب نے مناظرہ سے بچنے کا یہ انوکھا طریق تجویز کیا ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ اپنے امام کے احترام کے پیش نظر یہ پسند نہ کریگی۔ کہ کوئی معمولی عیسائی ان کے علماء سے گزر کر خاص حضرت امام علیہ السلام سے مناظرہ کرے۔ اور عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائیگا۔ کہ ہم نے امام جماعت احمدیہ کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ لیکن وہ مقابل پر نہیں آئے۔ یہ "جسارت" قابل داد ضرور ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمدیت کی چالیس سالہ کفر شکن مساعی سے جو عیسائیت کے لئے بالخصوص پیام اجل ثابت ہوئی ہیں۔ اور جن کے مقابلہ سے عیسائی دنیا باوصف اپنی تمام تر کروفر اور حکومت کی پشت پناہی کے عاجز اور درماندہ رہی ہے۔ تنگ آکر پادری صاحب اپنی اس دیرینہ بے بسی اور ہزیمت کو چھپانے کے لئے ایک دفعہ پھر "باسی کڑھی میں اُبال" پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن پرستاران میت مقابل پر آنے کا حوصلہ کہاں سے لائیں۔ اس لئے فرماتے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے تو مناظر ہمارا خود تجویز کردہ شخص ہوگا۔ لیکن جماعت احمدیہ کے علماء ہمارے نزدیک در خور اعتنا نہیں۔ ہم تو خاص ان کے امام سے ہی مناظرہ کرینگے۔ اپنی بساط اور حیثیت سے بڑھ کر مطالبہ کرنیکی اس سے زیادہ لغو مثال شاید نہ مل سکیگی۔

اگر پادری صاحب سمجھتے ہیں کہ سمجھدار اور سنجیدہ طبقہ انکے اس مطالبہ میں ان کا ہمخیال ہے۔ تو یقیناً پادری صاحب جہلاء کو دھوکہ دیتے ہوئے خود بُری طرح اس دھوکا کا شکار ہو گئے ہیں۔ میں نہایت ہمدردی سے پادری صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا۔ کہ وہ اپنے مطالبہ کی غیر معقولیت پر اصرار نہ کریں۔ اور جبکہ مناظرہ کا چیلنج دیا جا چکا ہے۔ مناظرہ کیلئے بھی جرأت

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— شملہ کے سیاسی حلقوں میں یہ خبر گرم ہے کہ مشہور انقلاب پسند ہنسراج (ماہر لاسلکی) جو مقدمہ سازش لاہور کا مفرور ملزم ہے۔ جاپان پہنچ گیا ہے۔ حکومت ہند نے حکومت جاپان سے اس کی حوالگی کا پرزور مطالبہ کیا تھا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا ہے۔

—— چند روز ہوئے معلوم ہوا تھا۔ زمیندار کے مالک اختر علی صاحب مسلمانان کشمیر کے خلاف مہاراجہ صاحب سے ساز باز کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق جموں و کشمیر کی قریباً بیس اسلامی انجمنوں نے مہاراجہ صاحب کو تار دئے ہیں۔ تین ہزاروں کی تعداد میں پوسٹر چھپوا کر شائع کئے ہیں کہ ہمیں اختر علی پر کوئی اعتماد نہیں۔ اور نہ ہی وہ ہمارا نمائندہ ہو سکتا ہے۔

—— گاندھی جی بات بات پر گول میز کانفرنس میں نہ جانے کی دھمکی دینے لگ جاتے ہیں۔ گویا وہ سمجھتے ہیں۔ اگر وہ نہ گئے۔ تو کانفرنس ہی نہ ہو سکے گی۔ لیکن سول ملٹری گزٹ کے لندنی نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی کی مرضی ہے۔ وہ شامل ہوں یا نہ ہوں۔ کانفرنس کی کارروائی کسی حالت میں نہیں رک سکتی۔

—— لندن کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ رینجکیب نے کہا۔ خواہ کوئی پارٹی برسر اقتدار ہو۔ پارلیمنٹ کبھی ہندوستان کو ہاتھ سے نہ جانے دیگی۔ اور نہ ہی اسے درجہ مستعمرات عطا کریگی۔

—— ملک معظم نے یکم نومبر ۱۹۳۱ء سے فلسطین کے موجودہ ہائی کمشنر سر جان والبرٹ کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ اور ان کی جگہ جنرل آرتھر گیبر نفل کا تقرر منظور کیا ہے۔

—— دار العوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا۔ گول میز کانفرنس کا کام نہیں۔ کہ وہ قلمرو میں ہندوستانیوں کے درجہ کے متعلق کوئی بحث کرے۔

—— ریاست پدوکوٹہ جس کا حکمران نابالغ ہے۔ اور حکومت مجلس منتظمہ کے سپرد ہے۔ وہاں ٹیکسوں میں اضافہ کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ہجوم کر کے لوگوں نے جیلخانہ پر دھاوا بول دیا۔ اور تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ افسروں کی قصبہ کے اندر نقل و حرکت روک دی۔ پولیس اور فوج کو مغلوب کر لیا۔ کئی مکانوں کو آگ لگا دی۔ پولیس کمشنر کو زخمی کر دیا۔ اور ایڈمنسٹریٹر کو قتل کرنے کے لئے اس کے مکان پر حملہ بول دیا۔ ترچناپلی سے سرکاری فوج نے آ کر امن قائم کیا۔ ٹیکس منسوخ کر دیا گیا ہے۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنوں نے اس ضلع کے تمام وزیریوں پر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے۔ اور انہیں حکم دیا ہے کہ کانگرس کمیٹی کوہاٹ کے کسی جلسہ میں شریک نہ ہوں۔ کیونکہ اس نقض امن کا اندیشہ ہے۔

—— ۱۵ جولائی کو کانگرس کی لندن برانچ میں گاندھی جی کے خیر مقدم کی تجویز پیش ہوئی۔ مگر وہ منظور نہ ہو سکی اور قرار پایا۔ کہ صرف سکرٹری جا کر ان کا استقبال کرے۔

—— حکومت کشمیر نے تمام لاریوں اور موٹر کاروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور سوائے سرکاری ڈاک کے ہر قسم کی آمد و رفت بند کر دی ہے۔ اس طرح کوئی خبر بھی باہر نہیں جانے دی جاتی۔ شہر میں کرفیو آرڈر اور دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

—— چین میں کمیونسٹ بدامنی اور بغاوت پھیلا رہے ہیں۔ چنانچہ باغیوں نے سینکڑوں دیہات تباہ کر دئے ہیں۔ ہزار ہا بے گناہ انسانوں کو ہلاک کر دیا۔ اور بے بس عورتوں کی عصمت دری کی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ آفریدیوں کا ایک وفد اس غرض سے کابل جا رہا ہے۔ کہ کنگ نادر شاہ سے کہے۔ وہ مداخلت کر کے انگریزوں سے ان کی صلح کرا دیں۔

—— پنجاب مہابیر دل نے ہردوار میں شراب اور گوشت کی فروخت بند کرنے کے لئے وہاں اپنی ایک برانچ کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے ساتھ پنڈت مالویہ نے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

—— سری نگر سے ۱۶ جولائی کی خبر ہے کہ کل فوج اور بلوائیوں کی ایک مختصر سی جماعت میں پھر تصادم ہو گیا۔ بلوائیوں نے سپاہیوں سے رائفلیں چھیننے کی کوشش کی۔ فوج نے گولی چلائی۔ جس سے ایک ہلاک اور دو زخمی ہوئے تیرہ تاریخ کو جو مسلمان زخمی ہوئے تھے۔ ان میں سے چھ ہسپتال میں فوت ہو گئے ہیں۔

—— اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ مالوی جی غیر کانگرسی رکن کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ آپ کا اسباب بھی بک کیا جا چکا ہے۔ مسٹر برلا بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔ گاندھی جی مالوی جی کے انگلستان جانے کے مخالف ہیں۔ مگر انہوں نے اس کی پروا نہیں کی۔

—— زمیندارہ ایسوسی ایشن بارہ بنکی نے فیصلہ کیا ہے کہ یو۔ پی میں زمینداروں میں بے چینی کی تحقیقات کے لئے کانگرس نے جو کمیٹی مقرر کی ہے۔ اس پر ہمیں کوئی اعتماد نہیں۔ نیز یہ کہ کانگرس فرقہ وارانہ جذبات پھیلا رہی ہے جس سے خونریزی کا خطرہ ہے۔ اس لئے زمیندار کانگرس سے تمام تعلقات منقطع کر لیں۔

—— گوجر خاں کے نزدیک ایک گاؤں میں ایک عورت کی وجہ سے دو پارٹیوں کے درمیان مقدمہ بازی ہو رہی تھی۔ ایک پارٹی کے سات آدمی رات کے وقت ہلاک کر دئے گئے۔ دوسری پارٹی پر شبہ کیا جاتا ہے۔

—— مصارف میں تخفیف کرنے کے لئے پشاور میونسپلٹی نے چڑیا گھر بند کر دیا ہے۔

—— اشتراکیوں نے جرمنی کے کئی شہروں میں بیکاروں سے مظاہرے کرانے کا اعلان کیا۔ پولیس نے اس کی ممانعت کر دی۔ مگر باوجود اس کے کئی مقامات پر جلسے منعقد ہوئے۔ اور بعض جگہ شورش کے دبانے کے لئے پولیس کو گولی بھی چلانی پڑی۔

—— کوئٹہ سے جو ریلوے لائن دزداب نوشکی کو جاتی ہے۔ اور جو ایام جنگ میں تعمیر کی گئی تھی۔ اور پچاس ساٹھ میل ایرانی سرحد کے اندر جاتی تھی۔ وہ بند کر دی گئی ہے۔ کیونکہ اپنی حدود کے اندر ریلوے لائن جاری کرنے پر حکومت ایران کو اعتراض تھا۔

—— پراچین کہانی کے مصنف کو قتل کرنے کے الزام میں لاہور کے جن مسلمانوں پر کلکتہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔ انہوں نے بیان دیتے ہوئے کہا۔ ہم بالکل بے گناہ ہیں۔ اور اس مقدمہ کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔

—— لاہور میونسپلٹی نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے مقرر کردہ تحقیقاتی کمیشن کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ ڈپٹی کمشنر نے اس ریزولیوشن کو معطل کر دیا۔ اس پر کمیٹی نے پاس کیا ہے کہ اس امر کے متعلق قانونی مشورہ لیا جائے۔ کہ آیا ڈپٹی کمشنر ایسا کرنے کا اختیار رکھتا ہے یا نہیں۔

—— کہا جاتا ہے کہ تازہ مردم شماری میں پنجاب میں سکھوں کی آبادی ۱۴ فی صدی معلوم ہوئی ہے حالانکہ گذشتہ مردم شماری میں یہ صرف گیارہ فیصدی تھی۔ ہمیں تو یہ یار لوگوں کا پروپیگنڈا ہی معلوم ہوتا ہے۔

—— گوجرہ۔ ۱۶ جولائی۔ آج صبح پولیس کی ایک پارٹی چک ۹۷ میں گشت کر رہی تھی۔ کیونکہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ کچھ پولیٹیکل مفرور اور دوسرے مفرور اس علاقہ میں چھپے ہوئے ہیں۔ ایک پولیس افسر گھوڑے پر سوار تھا۔ اتفاقاً پولیس کو کھیتوں میں چند مشتبہ آدمی بیٹھے نظر آئے۔ انہیں للکارا۔ تو بھاگ گئے۔ مگر ایک کو ٹانگوں میں پستول کی گولیاں لگیں۔ جو پولیس والوں نے چلائی تھیں۔ اس نے بھی ریوالور چلایا۔ ایک گولی گھوڑے کو لگی۔ جس سے وہ اچھل پڑا۔ اور پولیس افسر نیچے گر گیا۔ مفرور نے ریوالور سے پولیس افسر کو مزید زخمی کیا۔ اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔ اس کا تعاقب کیا گیا۔ مگر گرفتار نہ ہو سکا۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔